تاریخ الرِّدّۃ

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاذ ادبیات عربی دلی یونیورسٹی دلی

(۱۴)

جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اُن کی تالیفِ قلب کے لئے کہا تھا: "عبدالقیس مشرق کے بہترین لوگ ہیں، پھر تین بار یہ دعا مانگی: مالک عبدالقیس کی خطائیں معاف کر اور اُن کے باغوں کی پیداوار میں برکت عطا فرما" وفد کے ارکان دعا سے خوش ہوکر وطن لوٹے اور گھر پہنچ کر رسول اللہؐ کے لئے بڑھیا پھلوں کا ایک تحفہ بھیجا اور ردّہ بغاوت کے زمانہ میں اسلام پر قائم رہے۔ رسول اللہؐ نے علاء بن حضرمی کو برطرف کرکے اَبان بن سعید بن عاص کو بحرین کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اَبان نے رسول اللہؐ سے عبدالقیس کے ساتھ باہمی امداد کا معاہدہ کرنے کی اجازت مانگی، آپؐ نے دیدی اور معاہدہ ہوگیا، جب اَبان کو معلوم ہوا کہ بحرین کے اکثر وفادار شہروں میں بغاوت ہوگئی ہے نیز یہ کہ باغی ان کو نکالنے بڑھے چلے آرہے ہیں تو انھوں نے عبدالقیس کے اکابر سے کہا کہ مجھے (اپنی پناہ میں) مدینہ پہونچادو، میں چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات میں رسول اللہؐ کے ساتھیوں کے پاس رہوں۔ مجھ جیسے آدمی کے لئے اُن سے دور رہنا مناسب نہیں، میں چاہتا ہوں کہ انہی کے ساتھ جیوں اور انہی کے ساتھ مروں" عبدالقیس کے اکابر نے کہا: "ایسا نہ کیجئے، ہم آپ کی بے انتہا قدر و منزلت کرتے ہیں، اگر آپ چلے گئے تو ہم اور آپ دونوں مطعون ہوں گے، لوگ کہیں گے: جنگ و قتال سے ڈر کر بھاگ گیا۔" اَبان بن سعید نے ان کی بات نہ مانی" اکابر نے عبدالقیس کے تین سو بہادروں کا ایک دستہ ان کو مدینہ پہونچانے کے لئے ساتھ کردیا، جب وہ مدینہ پہونچے تو ابوبکر صدیقؓ نے انداز برہمی سے کہا: "تم عبدالقیس کے ساتھ ڈٹے کیوں نہ رہے، جب وہ اسلام پر قائم تھے؟" اَبان بن سعید: "رسول اللہؐ کے بعد مجھے کسی کی

چاکری نہیں کرنی ہے" ابان نے عبدالقیس کی تعریف کی اور اُن کی وفاداری کو سراہا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے بحرین کے سابق گورنر علاء بن حضرمی کو طلب کیا اور سولہ آدمی دیکر اُن کو بحرین بھیجا اور کہا کہ وہاں عبدالقیس کی مدد سے باغیوں کا مقابلہ کریں، علاء، عبدالقیس سے جاملے۔ ثمامہ بن اثال حنفی کا بیان ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے میری قوم بنو تمیم کے جوانوں سے علاء کی مدد کی جن میں، میں خود بھی شامل تھا، علاء بن حضرمی اپنی فوج لیکر نکلے اور جُواثا کے قلعہ بند شہر اور ضلع خطّ کے صدر مقام میں جہاں عبدالقیس کا عمل دخل تھا، فروکش ہوئے۔ مُخارق بن نعمان (فرستادہ شاہ مدائن اور باغیوں کا لیڈر) طاقتور قبیلہ بکر بن وائل کے ساتھ مُشقّر (ضلع ہجر کے سب سے بڑے قلعہ بند شہر جنوب مشرق) میں خیمہ زن تھا علاء اس سے لڑنے روانہ ہوئے، بڑی سخت جنگ ہوئی، دونوں طرف کے بہت سے آدمی جن میں اکثریت باغیوں کی تھی، گھائل ہوئے۔ جارُود (عبدالقیس کا لیڈر) بحرین کے ساحلی ضلع خطّ سے علاء کی مدد کرتا رہا مُخارق نے حُطَم بن شریح کو (جو قیس بن ثعلبہ قبیلہ کا لیڈر تھا) خطّ کے فارسی حاکم کے پاس رسد کے لئے سفیر بنا کر بھیجا، اُس نے گھوڑا فوج (اَساوِرہ) کے چند دستے اس کے ساتھ کر دیئے، حُطم نے روم القدح (؟)

آکر منزل کی اور قسم کھائی کہ جب تک ھجر فتح نہ ہوجائے گا، شراب کی صورت تک نہ دیکھے گا، اُس کے ساتھیوں نے قسم توڑنے کے لئے جھوٹ موٹ کہدیا کہ تم جہاں فروکش ہوئے ہو وہ ھجر ہی ہے۔

خطّ کے فارسی حاکم نے جارُود کو بطور ضمانت اپنی حراست میں لے لیا، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ حُطم نے جارُود کو گرفتار کیا اور اُن کے پیروں میں بیڑیاں ڈالدیں، اُس کے بعد حُطم اور ایک دوسرا بحرینی سالار جابر عجلی فوج لے کر روانہ ہوئے اور جواثا میں علاء بن حضرمی کا (جن کے پاس فوج کم تھی) محاصرہ کرلیا، اس موقع پر عبدالرحمٰن بن خفاف نے جس کا تعلق عامر بن صعصعہ کے قبیلے سے تھا، یہ شعر کہے:

أَلا أَبلغ أَبا بكر رسولا　　　وفتيان المدينة أجمعينا

براہ کرم ابوبکر کے پاس۔ بلکہ سارے مدینہ کے ذی اثر لوگوں کے پاس یہ پیغام پہونچادو

فهل لكم إلى نفر يسير　　　مقيم في جواثا محصرينا

کہ اگر تم ان مٹھی بھر لوگوں کو۔ جو جواثا کے قلعہ میں محصور ہیں زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو اُن کی مدد کرو

كان دماءهم في كل فج　　شعاع الشمس يغشين العيونا

اُن کے لال لال خون سے ہر سڑک سورج کی شعاعوں کی طرح آنکھیں چندھیائے ہیں

توكلنا على الرحمن إنا　وجدنا النصر للمتوكلينا

ہم خدائے مہربان پر توکل کرتے ہیں　　اور وہی کامیاب ہوتے ہیں جن کا بھروسہ اس پر ہو

ایک رات علاء بن حضرمی اور اُن کے ساتھیوں نے دشمن کے کیمپ سے شور کی آواز سُنی، انھوں نے اس کی وجہ معلوم کرنا چاہی۔ عبداللہ بن حذف نے کہا: میں جا کر خبر لاتا ہوں، مجھے ایک رسی سے قلعہ کے باہر لٹکا دو، انھیں لٹکا دیا گیا۔ وہ دشمن کے کیمپ میں گئے اور ابجر بن جابر کے پاس پہونچے جس کا تعلق قبیلہ عجل سے تھا اور عجل ہی کی ایک عورت عبداللہ بن حذف کی ماں تھی۔ ابجر نے پوچھا: تجھے کبھی سُکھ نصیب نہ ہو، کیسے آیا تو؟" عبداللہ: ماموں بھوک اور محاصرہ کی تکلیف سے مجبور ہو کر آیا ہوں اور گھر جانا چاہتا ہوں، میرے زادراہ کا بندوبست کر دو" ابجر: بندوبست کر دونگا، لیکن مجھے تیرے ارادے بُرے معلوم ہوتے ہیں، تو بُرا بھانجہ ہے جو اس ناوقت آیا ہے" ابجر نے اُسے کھانا اور ایک جوڑ جوتے دیکر کیمپ سے نکالا اور اس کے ساتھ برنیا (؟) تک خود گیا اور کہا: اب تو سیدھا چلا جا، بہت بُرا بھانجہ ہے تو رات کو ایسے ناوقت آیا" عبداللہ بن حذف اس طرح چلے گویا قلعہ کو نہیں لوٹیں گے کافی دور نکل کر مڑے اور اس جگہ آکر جہاں اُترے تھے رسّی کے ذریعہ قلعہ پر چڑھ گئے، مسلمانوں نے پوچھا کیا خبر ہے؟ عبداللہ: خدا کی قسم وہ نشہ سے چور ہیں، شراب فروش کیمپ میں شراب لائے اور انھوں نے خوب خریدی اور بدمست ہو گئے، اگر انھیں ٹھکانے لگانا چاہتے ہو تو اس سے بہتر موقع نہیں" مسلمان قلعہ سے نکلے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے اور جس طرح چاہا اُن کو قتل کیا۔ اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ: قلعہ میں علاء کے ساتھ تین سو چھبیس مہاجر تھے، اُنھوں نے رات میں دشمن کے کیمپ پر جب وہ نشہ میں مست تھے، چھاپہ مارا اور خوب قتل کیا حتیٰ کہ ان کا ایک آدمی تک جان نہ بچا سکا، نشہ میں چور حطم نے جھپٹ کر گھوڑے کی رکاب میں پیر ڈالا اور چیخ کر کہا: ہے کوئی جو مجھے گھوڑے پر سوار کرا دے؟ اُسکی آواز عبداللہ بن حذف نے سُنی، وہ حطم کے پاس آئے اور کہا: "تمہیں ابوضُبیعہ؟" حطم: ہاں۔ عبداللہ: لو میں چڑھائے دیتا ہوں

قریب آکر انھوں نے حطم کے تلوار ماری اور اُس کا خاتمہ کر دیا' دوسرے سالار ابجر بن جابر عجلی کا کسی نے پیر کاٹ دیا اور اس کا اتنا خون بہا کہ وہ جاں بر نہ ہو سکا۔ اس کا پیر کٹا تو اُس نے عبداللہ بن حذف سے غضبناک ہو کر کہا: حذف نچے، کتنا منحوس ہے تو!" ایک قول یہ کہ حطم جب گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا اور اُس نے آواز لگائی:۔ ہے قیس بنی ثعلبہ کا کوئی آدمی جو مجھے گھوڑے سے باندھ دے، تو عفیف بن منذر نے اُس کی آواز پہچان لی اور آکر کہا: ابو ضبیعۃ، لاؤ پیر میں باندھ دوں" حطم نے پیر دیدیا' عفیف نے جھٹ ران سے اس کی ٹانگ صاف کر دی اور اُسے چھوڑ کر چلا گیا حطم چیخا: میرا خاتمہ کرتا جا" عفیف: میں چاہتا ہوں تم خوب تکلیف اُٹھا کر مرو" عفیف کے کئی بھائی اس رات زخمی ہوئے تھے (اور وہ خار کھائے ہوئے تھا) اس رات مسمع بن سنان ابو المسامعہ بھی قتل ہوا۔ کیمپ کے باقی لوگ بھاگ گئے اور بحرین کے ایک الگ تھلگ علاقہ میں جا کر مفروق بن شیبانی کے پاس پناہ لی۔

اسحاق بن یحیی بن طلحہ: مسلمانوں کے ہاتھ جو گھوڑے اور دوسرا سامان آیا وہ علاء نے جُواثا کے قلعہ میں رکھوا دیا' اس کے بعد علاء مسلح ہو کر نکلے' اُن کا دشمن سے سخت مقابلہ ہوا' دشمن شہر (غالباً مُشقَّر صدر مقام ہجر مراد ہے) چھوڑ کر دروازہ پر آ جما' علائے نے وہاں بھی اس کا قافیہ تنگ کر دیا مُخارق اور اس کی فوج نے حالت نازک دیکھکر مسلمانوں سے کہا: ہم لڑائی بند کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ آپ ہمیں گھر لوٹ جانے دیں" علاء نے مشیروں سے صلاح لی تو انھوں نے دشمن کی درخواست ماننے کی تائید کی۔ مُخارق اور اُس کے حلیف اپنے اپنے علاقہ کو لوٹ گئے' شہر کے باشندے خود کو کمزور پاکر صلح کے لئے آمادہ ہو گئے اور امان مانگی' علاء نے صلح کر لی اس شرط پر کہ اہل شہر کی ایک تہائی مال و متاع اور بیرون شہر کی کل املاک مسلمانوں کو دیدی جائیں" انھوں نے بہت سارو پیہ اور سامان (بطور خمس) مدینہ بھیجدیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس رات جب عبدالقیس، بکر بن وائل کو بُری طرح قتل کر رہے تھے تو بہت سے بکریوں نے یہ نعرہ لگایا: عبدالقیس، وہ آیا مفروق بن عمرو' بکریوں کی بڑی فوج کے ساتھ۔ اس موقع پر عبداللہ بن حذف نے یہ شعر کہے:۔

لا توعدونا بمفروق و أسرته	إن يأتنا يلق مناسنة الحطم
مفروق اور اُس کے خاندان کی آمد سے ہمیں نہ ڈراؤ	اگر وہ آیا تو اس کا حشر وہی ہوگا جو حطم کا ہوا

وإنّ ذا الحي من بكر وإن كثروا لأُمّة داخلون النار في أُمم

بکر بن وائل کا یہ قبیلہ چاہے کتنا بڑا ہو اس کا ٹھکانا بہر حال دوزخ ہے

صلح کے بعد علاء بن حضرمی فوج لیکر خط کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے ساحل پر اترے وہاں ایک عیسائی اُن کے پاس آیا اور بولا اگر میں اس جگہ کا پتہ دوں جہاں سے گھوڑے تیر کر دارین (جزیرہ جو ساحل خط کے شمال میں واقع تھا اور جہاں بہت سے باغی پناہ گزیں تھے) پہنچ سکیں تو آپ کیا دیں گے؟' علاء: تم کیا چاہتے ہو؟ عیسائی: دارین میں میرے بال بچوں پر کوئی آنچ نہ آئے' علاء: "منظور" عیسائی' علاء اور ان کی فوج کو گھوڑوں پر دارین لے گیا' وہاں بزورِ شمشیر باغی مغلوب ہوئے' مسلمانوں نے اہلِ شہر کو غلام بنا لیا' پھر علاء اپنے ہیڈ کوارٹر (غالباً مشقر) لوٹ آئے ابراہیم بن ابی حُبَیبہ کی روایت ہے کہ سمندر رک گیا تھا اور مسلمان پیروں چل کر دارین پہنچے' ان کی روانگی سے پہلے وہاں کشتیاں چلتی تھیں اور جب وہ سمندر پار ہو گئے تب پھر کشتیاں چلنے لگیں. دارین میں علاء نے جنگ کی اور باغیوں کو ہرا دیا. باغیوں نے جزیہ کی روکی ہوئی رقم جو رسول اللہ سے طے ہوئی تھی' دیدی' دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں نے خدا کے سامنے گڑگڑا کر دعا مانگی کہ ہمیں بغیر کشتیوں کے پار لگا دے اور خدا نے ان کی دعا قبول کی. عفیف بن منذر جو اُن کے ساتھ تھا کہتا ہے:-

ألم تر أن الله ذلّل بحره وأنزل بالكفار إحدى الجلائل

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے سمندر کو مسلمانوں کے لئے سڑک بنا دیا اور کفار پر سخت تباہی نازل کی۔

دعونا الذي شق البحار فجاءنا بأعظم من فلق البحار الأوائل

ہم نے اسی مالک سے دعا مانگی جس نے موسیٰ کیلئے سمندر پھاڑا تھا۔ تو اس نے ہم پر موسیٰ سے بڑا کرم کیا کہ سمندر کو سڑک بنا دیا

دارین سے متعلق تیسری روایت یہ ہے کہ جب مسلمان وہاں اچانک گھس پڑے تو مقامی باشندوں نے کہا ہم ان شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہیں جن پر اہلِ ہجر نے کی ہے۔

علاء بن حضرمی عرب باغیوں اور فارسی مجوسیوں پر جب فتح پا چکے تو گورنر کی حیثیت سے بحرین (مشقر)

میں مقیم ہو گئے اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس عبد القیس کے چودہ اکابر کا ایک وفد بھیجا، یہ لوگ طلحہ بن عبد اللہ اور زبیر بن عوام کے ہاں ٹھہرے اور انھیں بتایا کہ ہم بڑی خوشی سے مسلمان ہو گئے تھے اور ہم نے ردّہ بغاوت کا بھی بڑے جوش سے مقابلہ کیا پھر ان لوگوں نے طلحہ اور زبیر کی ہمراہی میں ابو بکر صدیق سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم سچے مسلمان ہیں آپ کی خوشنودی سے زیادہ ہمیں کچھ عزیز نہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ بحرین کی فلاں فلاں اراضی اور چکیاں ہمیں دیدیں" ابو بکر صدیق اس کے لئے تیار نہ ہوئے، طلحہ اور زبیر نے سفارش کی تو وہ راضی ہو گئے اور کہا: لوگو، گواہ رہنا میں نے ان کے اسلام کی قدر دانی کرتے ہوئے ان کے سارے مطالبے منظور کر لئے ہیں" وفد جب ابو بکرؓ کے پاس سے لوٹا تو طلحہ بن عبید اللہ نے ان سے کہا: ابو بکر کے بعد لامحالہ عمرؓ خلیفہ ہونگے لہذا تم لوگ ابو بکرؓ سے کہو کہ اراضی سے متعلق ایک دستاویز لکھدیں اور عمرؓ اس کی توثیق کر دیں تاکہ آئندہ انھیں اعتراض کا موقع نہ رہے"۔ ارکان وفد ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئے اور ان سے دستاویز لکھنے کی درخواست کی، انھوں نے عبد اللہ بن ارقم کو جو ان کے محرر تھے بلایا اور کہا: میں نے ان کے جو مطالبے مانے ہیں ان کی ایک تحریر لکھ دو" اس دستاویز کی قریش اور انصار کے دس آدمیوں نے تصدیق کر دی۔ عمر بن خطاب موجود نہ تھے، ارکان وفد ان کے پاس گئے اور انھیں توثیق کے لئے دستاویز دی، عمرؓ نے اس پر لگی مہر خلافت توڑ ڈالی، اس پر تھوکا اور لفظ مٹا کر واپس کر دیا۔ وفد کے لوگ طلحہؓ کے پاس گئے اور کہا" یہ سب تمہارے مشورہ کا نتیجہ ہے، انھیں طلحہؓ کے خلوص پر شبہ ہونے لگا۔ طلحہؓ نے کہا: خدا کی قسم میری نیت صاف ہے، میں نے محض تمہارا بھلا چاہا تھا؛ وفد کے ارکان غصہ میں بھرے ہوئے ابو بکر صدیقؓ سے ملے اور سارا ماجرا کہہ سنایا، طلحہؓ اور زبیرؓ بھی آ گئے اور از راہ برہمی سے کہا: آپ یہ بتائیے کہ خلیفہ کون ہے، آپ یا عمرؓ؟" ابو بکر صدیقؓ:۔ کیا ہوا؟ طلحہؓ:۔ عمرؓ نے دستاویز پر لگی مہر خلافت توڑ دی، اس پر تھوکا اور لفظ مٹا دیئے"۔ ابو بکر صدیق: اگر عمر کو دستاویز کی کوئی بات ناپسند ہے تو میں نہیں کروں گا"۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ عمر فاروقؓ آ گئے۔ ابو بکر صدیقؓ نے پوچھا:۔ دستاویز میں کیا بات تمہیں ناپسند ہے؟ عمر فاروقؓ:۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ آپ بڑے لوگوں کو دیں اور عوام کو نہ دیں، آپ کا طرز عمل سب کے ساتھ برابر ہونا چاہئے آپ پرانے مسلمانوں اور بدری مجاہدوں کو داد و دہش کے معاملہ میں کسی پر فوقیت دینے کا تیار نہیں لیکن ان لوگوں کو بیش بہا اور مالیت کی زمین مفت دے رہے ہیں"۔ ابو بکر صدیقؓ:۔ توفیق ایزدی تمہارے شامل حال رہے، تمہارا خیال بالکل درست ہے۔